حیات سجاد

مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ

ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند نائب امیر شریعت

کے مختصر حالات

مولانا عظمت اللہ ملیح آبادی

حسب الارشاد

حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی

انصاری برقی پریس دہلی میں چھپا

مفکرِ اسلام مولٰنا سیّد محمد سجّاد رحمۃ اللہ علیہ بہاری کی مذہبی اور سیاسی زندگی

مولٰنا ابوالمحاسن سید محمد سجادؒ، صوبہ بہار پھینسا ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے، بہار کے مشہور فلسفی مولٰنا عبدالوہاب اور مولٰنا عبدالکافی الہ آبادی سے درسی تعلیم حاصل کرکے دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کے درس میں شریک ہوئے۔ مولٰنا اپنے شوق مطالعہ، تبحر علمی، خداداد حافظہ، اصابت رائے اور بلندی فکر میں امتیازی درجہ رکھتے تھے، حسن اخلاق، تقوی و قناعت، خلوص وللہیت، ایثار و جفاکشی کے اوصاف جو ایک امیر ملت اور رہبر امت کیلئے ضروری ہیں مولٰنا میں پورے طور پر موجود تھے۔

مولٰنا نے اپنے اساتذہ کرام کی علمی اور روحانی مجلسوں سے جو فیض حاصل کیا تھا۔ اسکی اشاعت کیلئے بہار کے مشہور تاریخی شہر گیا میں مدرسہ انوار العلوم قائم کیا۔ جہاں آپ عرصہ تک مذہبی اور سیاسی علوم کا درس دیتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے کامیاب انقلابی پروگرام کو ایک خاموش اور پرجوش مبلغ ہونے کی حیثیت سے چلاتے رہے۔ اسی زمانہ میں صوبہ بہار عیسائی مشنریوں کا مرکز بنا ہوا تھا ان کی دیکھا دیکھی قادیانیوں نے بھی اپنے پیر جمانے شروع کردیئے تھے۔ حضرت مولٰنا محمد علی مونگیری جو اپنے زمانہ کے عالم باعمل بزرگ تھے وہ عیسائیوں اور قادیانیوں کے خلاف تبلیغ کررہے تھے۔ مولٰنا نے اس کام میں اُن کا ہاتھ بٹایا۔ ان متفقہ کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبہ بہار میں عیسائیوں اور قادیانیوں کا زور ٹوٹ گیا اور جو توقعات وہاں کے مسلمانوں سے اُن کو تھیں ختم ہوگئیں۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگِ عظیم شروع ہوئی تو ہندوستان بھی اُس سے محفوظ نہ رہ سکا، ترک جرمن کے شریک ہوگئے۔ مسدودانہ قوانین کا نفاذ ہوا ملک میں ایک ہل چل مچی ہوئی تھی مگر مولٰنا کا حلقۂ درس عمل چہار دیواری سے آگے نہ تھا۔ ۱۹۱۵ء میں مولٰنا کے تمام رفقائے کار نظربند کردیئے گئے۔ حضرت شیخ الہند مولٰنا محمود الحسنؒ مکہ معظمہ چلے گئے۔ برطانیہ نے شریف حسین کے ذریعہ ان حضرات کو گرفتار کراکے مالٹا میں قید کردیا۔ استاد کی اسیری اور رفقائے کار کی نظربندی نے مولٰنا کو مدرسہ کی زندگی چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک میں یا خیر خواہی اور وفاداری تھی، یا خاموشی تھی، یا گوشہ نشینی تھی۔ مولٰنا نے ہندوستان کے مختلف

مقامات کا دورہ کیا۔ علماء، صوفیاء اور تعلیم یافتہ لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں لوگ آپ کے مخلصانہ جذبہ اور فداکارانہ عمل کو دیکھکر تحریک حریت میں شریک ہوئے۔ مدرسہ کے عالم، خانقاہ کے صوفی، کالج اور عدالتوں کے تعلیم یافتہ اور قانون داں مولانا کے ساتھ ہوئے۔ تحریک حریت و آزادی پوری قوت کے ساتھ ملک میں پھیلی۔ جس میں مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی تمام قومیں اپنی اپنی جگہ شریک ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

اس وقت تک ہندوستان میں علماء کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا نہ علماء میں جماعتی زندگی کا احساس تھا۔ پوری فضائے ہند تنظیم علماء کی تحریک سے خاموش تھی۔ مولانا کو علماء کی جماعتی زندگی کا خیال آیا۔ اور ۱۹۱۷ء میں مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر جمعیۃ العلماء بہار کی طرح ڈالی اس کے دیکھا دیکھی دوسرے صوبوں میں بھی جمعیۃ علماء قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ محکمۂ قضا کے نہ ہونے سے مذہبی زندگی میں جو دشواریاں پیش آرہی تھیں مولانا اس سے غافل نہ تھے ۱۸۶۴ء سے پہلے گورنمنٹ نے جو برائے نام محکمۂ قضا قائم کر رکھا تھا۔ اس کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔ جس سے مسلمان ایک ایسے محکمہ سے محروم ہو گئے جو اُن کے خانگی اور مذہبی قانون کو نافذ کرتا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں کانگریس اور لیگ کا جو معاہدہ ہوا۔ اس میں بھی محکمۂ قضا اور اسلامی پرسنل لا کے تحفظ کو نظر انداز کر دیا گیا۔

۱۹۱۷ء میں ملک معظم کا اعلان حکومت خود اختیاری کے متعلق شائع ہوا۔ جس میں ہندوستان کو ذمہ دار حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب مسٹر مانٹیگو وزیر ہند اس اعلان کے لئے ہندوستان آئے تو ہندوستان کی تمام جماعتوں نے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق عرضداشتیں پیش کیں۔ مگر مولانا نے ان کے پاس محکمۂ "قضا" کے متعلق ایک عرضداشت بھیجی کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے خالص مذہبی معاملات اور ان مقدمات کے فیصلہ کے لئے

جن میں مسلمان حاکم شرط ہے "محکمہ قضا" قائم کیا جائے اور اس کو ان مقدمات کے متعلق ڈسٹرکٹ جج کے برابر اختیارات دیے جائیں۔ مولانا کی اس عرضداشت پر کوئی توجہ نہ کی گئی مگر مولانا اپنے اس مطالبہ سے کسی وقت بھی غافل نہ ہوئے ۱۹۱۹ء میں مولانا نے صوبہ بہار میں امارت شرعیہ قائم کی جس کے ماتحت "محکمہ قضا" قائم ہوا اور قاضی کے ذریعہ طلاق، خلع، فسخ نکاح وغیرہ کے متعلق مقدمات کے فیصلے ہونے لگے محکمہ تعلیم، شعبہ تبلیغ، بیت المال بھی قائم کیا گیا۔ یوں سمجھئے کہ مولانا نے مسلمانوں کے مذہبی اور خانگی معاملات کے فیصل کرنے کیلئے اسلامی نظام قائم کر دیا۔ مولانا چاہتے تھے کہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں امارت شرعیہ قائم ہو مسلمانوں کے تمام معاملات اسی کے ذریعہ طے ہوں۔ مگر مولانا اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے ۱۹۲۱ء میں جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس میں جو لاہور میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں ہوا تھا یہ طے ہوا تھا کہ تمام ہندوستان میں امارت شرعیہ قائم کی جائے۔ مولانا نے اس کا نظامنامہ مرتب کیا مگر حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے اب تک امارت کی اسکیم ہندوستان میں کامیاب نہ ہو سکی ۱۹۴۰ء میں جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس جونپور میں امارت کی تحریک پھر شروع ہوئی۔ مولانا کی سب سے بڑی خواہش اور کوشش یہ تھی کہ کسی بھی طرح امارت شرعیہ کا نظام ہندوستان میں پھیل جائے۔ "محکمہ قضا" گورنمنٹ خود قائم کرے اور جب تک گورنمنٹ اس کی ضرورت کو تسلیم نہ کرے تو اس وقت تک مسلمان اپنے طور پر اس محکمہ کو قائم کریں۔

۱۹۱۸ء میں ٹرکی کی شکست اور اس کی سلطنت کی تقسیم نے مسلمانوں کو اتحادیوں کی طرف سے بد دل کر دیا۔ ہندوستان میں ان کے خلاف احتجاجی جلسے شروع ہو گئے۔ مولینا نے اس نازک موقع پر جبکہ ملک میں ہنگامی قوانین جاری تھے۔ بلا خوف و خطر اعلان حق کیا ممالک اسلامیہ کی حفاظت، جزیرۃ العرب اور خلافت اسلامیہ کی اہمیت سے لوگوں کو واقف کرایا۔ ان کے تحفظ و بقا کیلئے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی۔ ملک میں پوری قوت کے ساتھ خلافت کی تحریک پھیلی جس سے مسلمانوں میں آزادی اور خود مختاری کے حصول کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا۔

۱۹۱۹ء میں ہندوستان کی فضا تحریک آزادی کی پکار سے گونج رہی تھی عالم سیاسی حالات جلد جلد بدل رہے تھے۔ قومی حقوق کے تحفظ اور ملک کی آزادی کا سوال اہمیت اختیار

کر رہا تھا۔ انفرادی اور شخصی رائے کی کوئی حیثیت نہ رہی تھی۔ ان ہنگامہ خیز حالات اور حریت پرور فضا میں علماء نے اپنی مرکزیت اور اجتماعی زندگی کی ضرورت کو محسوس کیا۔ مولانا جو اس تحریک کے بانیٔ اوّل تھے ان نازک حالات میں جمعیۃ علماء ہند کے قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح ہندوستان کے تمام علماء نے ایک مرکز پر جمع ہو کر ملک و ملت کی خدمت کا تجدید عہد کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی توجہ عام طور پر اب جمعیۃ علماء کی طرف ہو گئی، لوگ جمعیۃ علماء کے فیصلوں کے منتظر رہنے لگے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس دہلی میں ہوا جلسہ کے صدر حضرت شیخ الہندؒ تھے۔ اس جلسہ میں ہندوستان بھر سے بہت بڑی تعداد میں علماء شریک ہوئے تھے۔ پیدا شدہ حالات کے متعلق لوگ اسلامی احکام کے منتظر تھے۔ مولانا نے حالات حاضرہ کے پیش نظر ایک فتوےٰ مرتب کیا جس پر پانسو کے قریب علماء کے دستخط تھے جب یہ فتوےٰ شائع ہوا تو حکومت نے اس کو ضبط کر لیا۔

سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۲۱ء تک ہندوستان کی تمام قوموں نے مل کر حسن اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا تھا وہ ایک معلوم مگر غیر محسوس طاقت کے ذریعہ سنہ ۱۹۲۲ء اور سنہ ۱۹۲۳ء میں اختلاف و عداوت میں تبدیل ہو گیا۔ ملک کی عام فضا فرقہ دارانہ جھگڑوں کی وجہ سے مکدر ہو گئی۔ امن و امان تباہ ہو گیا۔ قتل و غارت لوٹ مار کے واقعات عام طور پر ہو رہے تھے۔ مولانا ملک کی اس تباہی و بربادی کو برداشت نہ کر سکے اور اس مقصد کے پیش نظر مسلم اور غیر مسلم لیڈروں کو ایک جگہ جمع کر کے ملک میں عام سکون اور اعتماد کی فضا پیدا کر دی۔

سنہ ۱۹۲۵ء میں مرادآباد میں جمعیۃ علماء ہند کا عام اجلاس ہوا۔ مولانا اس کے صدر تھے۔ آپ نے اپنے خطبہ کے ذریعہ تمام ہندوستانیوں کو اتفاق اور رواداری کا پیغام دیا۔ مسلمانوں کو آزادیٔ وطن۔ محکمہ قضا کے قیام اور اسلامی پرسنل لا کے تحفظ کی دعوت دی۔ اسلامی تعلیم کی روشنی میں مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ مولانا کے اس پیغام کا عام طور پر تمام قوموں پر اچھا اثر ہوا۔ مسلمان جو فرقہ دارانہ جھگڑوں کی وجہ سے ملکی تحریکات میں برداشتہ خاطر ہو رہے تھے پوری

دلچسپی لینے لگا، متفقہ مطالبات پیش کرنے اور مسلم حقوق کے تحفظ کیلئے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا انعقاد، نہرو رپورٹ
پر تنقید، سائمن کمیشن کا بائیکاٹ، یہ تمام سرگرم تحریکیں مولانا ہی کی قوت عمل کا نتیجہ ہیں۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء کی سول نافرمانی میں
مسلمانوں کی شرکت، جمعیۃ علماء کا سول نافرمانی کے معاملہ میں کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل، "دائرہ حربیہ کا قیام" ان تمام
کاموں میں مولانا کی قوت فکر و عمل کا بہت بڑا حصہ ہے۔

۱۹۱۹ء سے اس وقت تک کی وہ کونسی تحریک ہے جو سرکاری اور غیر سرکاری اداروں، سیاسی اور مذہبی
جماعتوں کی طرف سے ملک و ملت کے مفاد کے خلاف پیش ہوئی اور مولانا نے اس کے خلاف احتجاج نہ کیا ہو، حجاز میں
موتمر اسلامی، حجاج کیلئے نیا قانون، معلمین حج کا قانون، سارداایکٹ کی مخالفت، مسلمانوں کے دستوری مطالبات
شریعت ایکٹ، مسلم و غیر مسلم کی باہمی شادی کا قانون، اسلام کے معاشرتی قوانین، اسلامی اوقاف کی حفاظت، اردو
زبان کی حفاظت، واردھا تعلیمی اسکیم پر تنقید، غرضیکہ وہ کونسا مسودہ، بل یا تجویز ہے جس پر مولانا نے مذہبی اور سیاسی
تنقیدی نظر نہ ڈالی ہو، ملکی اور قومی مفاد کی وہ کونسی تحریک ہے جس میں مولانا نے شرکت نہ کی ہو، مولانا ہندوستان کو مکمل طور پر
آزاد دیکھنا چاہتے تھے ۱۹۲۶ء میں کلکتہ میں جمعیۃ کے سالانہ اجلاس میں تحریک "آزادی کامل" کے محرک مولانا ہی تھے
یہ وہ وقت تھا جبکہ دوسری جماعتیں آزادی کامل کے مطالبہ پر شاید غور کر رہی تھیں۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک مولانا نے
جمعیۃ علماء کے مرکزی دفتر دہلی میں دائرہ حربیہ قائم کر کے سول نافرمانی میں حصہ لیا اور اس وقت تک کہ کانگریس کی تحریک
بند نہ کر دی گئی۔ ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس کے موقعہ پر جمعیۃ علماء نے کانگریس کے مقابلہ میں متبادل فارمولا تیار کیا جس میں
پرسنل لا کا تحفظ، محکمہ قضا کا قیام، کلچر، زبان، رسم الخط، تعلیم، صوبوں کی تقسیم، طریقہ انتخاب، طرز حکومت، حق رائے
دہی، ملازمتوں میں تناسب وغیرہ، اس فارمولا کے مطابق کانگریس نے گول میز کانفرنس میں معاملات طے کرنے کی کوشش
کی مگر بعض حالات کے بنا پر طے نہ ہو سکے جس کی وجہ سے آزادی وطن اور تحفظ حقوق کا بہترین موقع جاتا رہا، اس
عظیم الشان اور بنیادی فارمولا کی ترتیب میں مولانا کا بڑا حصہ ہے۔ اسمبلی، کونسلوں اور دوسرے پبلک اداروں میں
مولانا اپنی مستقل پارٹی رکھنا چاہتے تھے اسلئے خصوصیت کے ساتھ صوبہ بہار میں مولانا نے انتخابات میں حصہ لیا، امارت
شرعیہ کے نام پر کامیاب الیکشن لڑائے، ۱۹۳۷ء میں انڈیپنڈنٹ پارٹی کے نام پر الیکشن لڑا، بہار میں مخلوط وزارت
قائم کی، اردو زبان بہار میں سرکاری زبان تسلیم کی گئی، واردھا تعلیمی اسکیم کی مخالفت کی اور صوبہ بہار میں
عام تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم کو لازم قرار دینے کی کوشش کی۔

خلع ایکٹ کی ترتیب اور اس کو مستقل قانون بنوانے میں مولانا نے ہر ممکن سعی کی جواب کا نظمی

ایکٹ کے نام سے مشہور ہے اس ایکٹ کی دفعہ نمبر ۶ میں مسلم حاکم کی قید رکھ دی باقی نہ رکھا گیا ہے۔ مولانا چاہتے تھے کہ دفعہ (۶) میں تبدیلی ہو جائے اور مسلم حاکم کی قید بڑھا دی جائے یا اس قانون ہی کو ختم کر دیا جائے اس سلسلے میں عمل لانا نے والکسرائے سے بھی خط و کتابت کی ایک فتوے مرتب کر کے علما سے رائے لی۔ آزاد کانفرنس کے سوال نامہ کی ترتیب کے بعد مولانا اس کے جوابات میں مصروف تھے مولانا اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس بات کے آرزو مند تھے کہ محکمہ قضا کا قیام اور ناظمی ایکٹ کی دفعہ (۶) کی تبدیلی اور آزاد کانفرنس کے سوال نامہ کے مطابق مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ہو جائے مولانا کی سرگرمیوں اور علمی زندگی کا یہ ایک مختصر خاکہ ہے، مولانا نے جمعیۃ علماء ہند کے توسیعی نظام کے سلسلہ میں ایک مستقل پروگرام بنایا تھا وہ عام مسلمانوں کو جمعیۃ علما سے وابستہ کرنا چاہتے تھے، اس مشغولیت میں مولانا کی بصارت اور عام صحت کمزور ہو گئی تھی مگر ہمت اور اولوالعزمیوں میں رفعت اور بلندی ہوتی گئی۔ مولانا عمارت کے پروگرام کے لئے صوبہ بہار کا دورہ کر رہے تھے کہ ملیریا میں مبتلا ہو گئے اور ایک ہفتہ بیمار رہ کر ۶۱ سال کی عمر میں عصر کے وقت پیر کے دن اس دار فانی سے رحلت کر گئے اور پھلواری شریف میں علم و عمل کا آفتاب اور اخلاق و روحانیت کا پیکر سپرد خاک ہو گیا۔ جمعیۃ علماء ہند، امارت شرعیہ اور دوسری آزاد خیال جماعتیں مولانا کی سیاسی رائے اور مذہبی تفقہ سے اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئیں، مولانا کی زندگی سادہ تھی، گذارہ معمولی تھا، دیانت و امانت کا اعتراف اپنوں ہی کو نہیں بلکہ بیگانوں کو بھی ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا کی تاریخ وفات ۱۷ر شوال دوشنبہ ۱۳۵۹ھ ہے

جمعیۃ علماء کے عام ممبر بنانے کی میعاد میں ۳۱ر دسمبر تک توسیع کی جاتی ہے

صدر جمعیۃ علماء ہند کا اعلان

جمعیۃ علماء کے عام ممبر بنانے کی میعاد ۱۵ر نومبر تک تھی لیکن اکثر کارکنان جمعیۃ علماء کے لیے یہ کام چونکہ ابھی نیا ہے اس لیے ۱۵ر نومبر تک ممبر سازی کا کام ختم نہیں ہو سکا اور مرکزی دفتر سے صوبائی و ماتحت مجالس نے پُرزور درخواست کی کہ میعاد میں توسیع کی جائے ممبر سازی و انتخاب وغیرہ کی تاریخوں میں تبدیلی و توسیع چونکہ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ ہی کر سکتی ہے اس لیے جناب مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اراکین مجلس عاملہ سے تحریری رائے طلب کی۔

توسیع کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اراکین مجلسِ عاملہ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جمعیۃ علماء کے عام ممبر ۳۱ر دسمبر تک بنائے جائیں۔

جملہ صوبائی و ماتحت مجالس اور ہمدردان جمعیۃ علماء سے میری پُرزور درخواست ہے کہ وہ عام ممبر سازی، جمعیۃ علماء کے اغراض و مقاصد کی نشر و تبلیغ، اس کی مالی امداد اور اس کے دوسرے اجتماعی اعمال کو زیادہ سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ انجام دیں۔ اہل خیر اور بہت مخلص معاونین کرام خصوصیت کے ساتھ جمعیۃ علماء کے مالی استحکام کی طرف توجہ فرمائیں تاکہ جمعیۃ علماء کے جدید دستور العمل کے مطابق زیر تمت حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند کے تجویز کردہ لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنایا جا سکے کیونکہ یہی صورت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ زندگی اور آپ کی مجاہدانہ اعمال کی یادگار قائم رکھنے کی ہو سکتی ہے۔

حسین احمد غفرلہٗ
صدر جمعیۃ علماء ہند دہلی